عہدِ رسالت مآب ﷺ عہد خلافت راشدہ اور عہدِ بنوامیہ میں اصولِ فقہ کا نشوو ارتقاء

ڈاکٹر فاروق حسن

عہد رسالت مآب ﷺ میں اصول فقہ (اھ۔اا ھ)

عہد رسالت مآب ﷺ میں جن مسائل میں کوئی نص قرآن میں موجود نہ ہوتی تو آپ ﷺ کا حکم سب کے لئے واجب الاطاعت ہوتا اور کسی اختلاف کا اشتباہ نہ رہتا تھا کیونکہ صحابہ کرام اللہ تعالی کی طرف سے نازل فرمائی گئی اس تعلیم کی پابندی کرتے تھے بس میں انہیں حکم دیا گیا تھا۔اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ''وما کان لمومن ولامؤمنۃ اذاقضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم،، (۱) (نہ کسی مرد کو یہ حق پہنچتا ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ جب اللہ تعالی اور اس کا رسول کسی معاملہ کا فیصلہ فرمادے تو پھر انہیں اپنے اس معاملہ میں کوئی اختیار ہو) اسی طرح اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ''**فلاوربک لایومنون حتی یحکموک فیماشجر بینھم ثم لایجدوافی انفسھم حرجامماقضیت ویسلموتسلیما**،،(۲) (اے مصطفی ﷺ) تیرے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ حکم بنائیں آپ کو ہر اس جھگڑے میں جو ان کے درمیان پھوٹ پڑا پھر اپنے نفسوں میں تنگی نہ پائیں اس سے جو فیصلہ آپ نے کیا اور دل وجان سے تسلیم کرلیں)۔صحابہ کرامؓ صرف ضرورت پیش آنے پر سوالات کرتے اور فرضی مسائل سے متعلق بحث نہیں کرتے تھے کیونکہ کثرتِ سوال سے منع فرمایا گیا تھا اللہ تعالی نے فرمایا: **یاایھاالذین امنوالاتسئلوعن اشیاء ان تبدلکم تسئوکم**،،(۳) (اے ایمان والو ایسی باتیں مت پوچھا کرو کہ اگر تمہارے لئے ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں) امام بخاری ومسلم نے اپنی صحیحین میں اس بارے میں آپ ﷺ کا توضیحی ارشاد نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ''**اعظم المسلمین فی المسلمین جرمامن سأل عن شی لم یحرم علی المسلمین فحرم علیھم من اجل مسألتہ**،،(۴) (مسلمانوں میں سے سب سے بڑا مجرم وہ ہے جس نے ایسی چیز کے بارے میں سوال

کیا جوحرام نہیں کی گئی تھی لیکن اس کے سوال کرنے کے باعث حرام کردی گئی)اسی طرح صحیح مسلم کی ایک اور حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:"**ما نهيتكم عنه فاجتنبوه وما امرتكم به فاتوا منه ما استطعتم فانما اهلک الذين من قبلكم كثرة مسائلهم واختلافهم على انبيائهم**"(جس کام سے میں تم کو روکوں اس سے اجتناب کرو اور جس کام کا تم کو حکم دوں اس کو اپنی استطاعت کے مطابق کرو کیونکہ تم سے پہلے لوگ بکثرت سوال کرنے اور اپنے انبیاء علیہم السلام سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے)۔شاہ ولی اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) نے اس صورتحال کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:......... جان لو کہ رسول خدا کے عہد میں احکام فقہ جمع نہیں ہوئے تھے اور جیسے ہمارے دور میں فقہاء ہر مسئلہ میں بحثیں کرتے ہیں ایسے مباحث بھی نہ تھے۔فقہاء نہایت کوشش سے ارکان وشروط ہر شئے کے آداب دوسروں سے جدا جدا مع دلائل کے بیان کرتے ہیں نئی نئی صورتیں فرض کرتے ہیں اور ان مفروضہ صورتوں میں گفتگو کرتے ہیں جو چیزیں قابل تعریف ہیں ان کی تعریفیں کرتے ہیں جو قابل حصر ہیں ان کو حصر کرتے ہیں اور ایسے ہی ان کے اور کام ہیں اور آنحضرت ﷺ کے عہد میں صحابہ آپ کو وضو کرتے ہوئے دیکھتے تھے اور اس کا طریقہ سیکھ لیتے تھے۔آنحضرت ﷺ اس کی تشریح نہیں فرماتے تھے کہ یہ امر رکن اور وہ مستحب ہے ایسے ہی آنحضرت ﷺ نماز پڑھتے تھے اور صحابہ آپ کو جیسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے ویسے ہی خود نماز پڑھتے تھے۔آنحضرت ﷺ نے حج کیا اور لوگوں نے بھی ویسے ہی آپ کی طرح اعمال حج ادا کئے۔اکثر یہ حالت رسول خدا ﷺ کی تھی۔اس کی تفصیل اور تشریح کچھ نہ تھی کہ وضو کے فرائض چھ ہیں یا چار ہیں یہ فرض نہیں کیا گیا تھا کہ یہ بھی احتمال ہے کہ کوئی شخص بغیر موالات کے وضو کرلے اور اس وقت وضو کے رہنے یا نہ رہنے کا حکم کیا جائے الا ماشاء اللہ۔صحابہ اس قسم کے امور کو بہت کم دریافت کیا کرتے تھے۔حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے صحابہ رسول خدا ﷺ سے کسی قوم کو بہتر نہیں پایا۔انہوں نے آنحضرت ﷺ کی وفات تک صرف تیرہ مسئلے دریافت کیے جو کہ قرآن میں مذکور ہیں ان مسائل میں سے یہ ہیں **ويسئلونک عن الشهر الحرام قتال فيه قل قتال فيه كبير**،، کہ لوگ تجھ سے ماہ حرام میں لڑنے کا حکم دریافت کرتے ہیں۔فرما دیجئے اس مہینہ میں لڑنا برا امر ہے۔اور"**ويسئلونک عن المحيض**"،تجھ سے حیض کا حال دریافت کرتے ہیں"......حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ وہی امور دریافت کیا کرتے تھے

جو مفید ہوں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا قول ہے کہ وہ امور مت دریافت کرو جو ابھی تک ہوئے نہ ہوں اس لئے کہ میں نے حضرت عمرؓ سے سنا ہے کہ خدا اس شخص پر لعنت کرے جو ایسے امور دریافت کرے جو ابھی تک وقوع میں نہ آئے ہوں۔ قاسم کا قول ہے تم ایسے امور دریافت کیا کرتے ہو اور ایسے امور کی تفتیش کرتے ہو جن کی ہم تفتیش نہ کیا کرتے تھے تم وہ امور دریافت کرتے ہو جن کو ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا ہیں اور اگر ہم ان کو جانتے تو ان کا چھپانا ہم کو جائز نہ تھا۔ عمر بن اسحاق سے روایت ہے کہ میں صحابہ رسول خدا میں جن سے ملا ہوں ان کی تعداد ان سے زیادہ تھی جو مجھ سے پہلے گزر چکے تھے میں نے کسی قوم کو نہیں پایا جن کی روش میں آسانی زیادہ اور سختی کم ہو۔ عبادۃ بن بسر کندی سے روایت ہے ان سے اس عورت کا حال دریافت کیا گیا جو ایک قوم کے ساتھ مرگئی تھی اور اس کا ولی نہ تھا انہوں نے کہا میں ایسے لوگوں سے ملا ہوں جو تمہاری طرح سختی نہیں کرتے تھے۔ تمہارے مسائل کو وہ دریافت نہیں کیا کرتے تھے ان تمام آثار کو دارمی نے روایت کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے واقعات کے متعلق لوگ دریافت کیا کرتے تھے آپ اس کا جواب دے دیا کرتے تھے وہ لوگوں کو کوئی اچھا کام کرتے ہوئے دیکھتے تھے ان کی تعریف کرتے تھے اور اگر برا کام کرتے ہوئے ان کو دیکھتے تھے تو اس کی برائی بیان فرمادیا کرتے تھے اور اکثر فتوی اور فیصلہ کرنے کا یا غلط کام کرنے والے کی تنبیہ کرنے کا کام مجلسوں میں ہی ہوا کرتا تھا)۔ تو اس طرح بنیادی مسائل میں وہ جس طرح سرکار دو عالم ﷺ کو عمل کرتے دیکھتے اسی طرح عمل کرتے، جزئیات وفروعات پر بحث کرنے اور زیادہ تعمق وتدقیق کی ان کو فرصت اور ضرورت نہیں تھی کیونکہ ان کے سامنے جہاد اور دیگر مہمات عظیمہ کی وجہ سے پیچ در پیچ مسائل رہتے جس میں ان کی زندگی کے بیشتر اوقات صرف ہوتے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ احکام شریعہ ایک دفعہ میں ہی نازل نہیں ہوئے اور قواعد اصول فقہ بھی منزل من اللہ ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ قرآن سے اس اصول کا علم حاصل ہوا کہ متاخر متقدم کو منسوخ کر دیتا ہے اور مطلق کو مقید پر محمول کرنا مثلاً، **عتق رقبة**، اور پھر **رقبة مؤمنة**، وغیرہ اور یہ کہ جب منفعت مضرت پر غالب ہو تو منفعت پر عمل ہوگا وغیرہ۔ مکہ میں تو صرف عقیدہ اور تثبیتِ عقیدہ کی تعلیمات اور ان کی توضیح تھی جبکہ مدینہ میں میں قواعد تشریع کی وضاحت کی گئی مکہ میں لوگ کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے بات سننا ہی ان کو گوارا نہیں تھی اس لئے وہاں صرف توحید ونماز والی آیات نازل ہوئیں تھیں کہ وہ سنیں۔ مگر قواعد اور نظام مدینہ میں ترتیب پائے مگر ان کا نام اصول فقہ نہیں رکھا گیا تھا۔

البینة علی من ادعی والیمین علی من انکر ☆ گواہ لانا مدعی کے ذمہ اور قسم منکرِ دعوی کے ذمہ ہے۔

مضرت منفعت پر غالب ہونے کی وجہ سے شراب کی تدریجی حرمت:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''**ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منه سکراورزقاحسنا** ''[1] (اور ہم تمہیں پلاتے ہیں) کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم اس سے میٹھا رس اور پاک رزق بناتے ہو)۔ پھر ارشاد فرمایا: ''**فیھمااثم کبیرومنافع للناس** ''[2] (ان دونوں (شراب، جوئے) میں بڑا گناہ ہے اور کچھ فائدے بھی ہیں لوگوں کے لئے) پھر ارشاد فرمایا: ''**لاتقربواالصلوۃوانتم سکری** ''[3] (اے ایمان والو نہ قریب جاؤ نماز کے جب کہ تم نشہ کی حالت میں ہو) اور پھر آخر میں ارشاد فرمایا: ''**انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن** ''[4] (الف) (یہ شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں شیطان کی کارستانیاں ہیں)۔ امام ابو جعفر احمد الطبری نے اپنی کتاب ''**الریاض النضرۃفی مناقب العشرۃ** '' میں ان آیات کے شان نزول سے متعلق جو بیان کیا ہے اس سے شرب خمر کی تدریجی حرمت کی کیفیت زیادہ واضح ہو جاتی ہے وہ فرماتے ہیں: **ان عمر کان حریصاعلی تحریم الخمرفکان یقول: اللھم بین لنافی الخمرفانھاتذھب المال والعقل، فنزل قوله تعالی: (یسألونک عن الخمروالمیسر) الایة، فدعارسول اللهﷺعمرفتلاھاعلیه فلم یرفیھابیانافقال: اللھم بین لنافی الخمربیاناشافیا، فنزل: (یایھاالذین امنوالاتقربواالصلوۃوانتم سکری) الایة، فدعارسول اللهﷺعمرفتلاھاعلیه فلم یرفیھابیاناثم قال: اللھم بین لنافی الخمربیاناشافیا، فنزل: یایھاالذین امنوانماالخمروالمیسرالایة، فدعارسول اللهﷺعمرفتلاھاعلیه فقال عمرعندذلک: انتھینا** [1] (حضرت عمرؓ تحریم خمر کے شدت سے متمنی تھے اور فرمایا کرتے اے اللہ شراب کے سلسلے میں کچھ نازل فرمایا جو مال اور عقل دونوں کو برباد کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے فرمان ''**یسالونک عن الخمروالمیسر** ''، الایہ کا نزول ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو بلایا اور اس آیت کی ان کے سامنے تلاوت کی مگر حضرت عمرؓ کو تسلی نہیں ہوئی اور فرمانے لگے: اے

اللہ ہمارے لئے شراب کے بارے میں شافی بیان نازل فرماتو اس پر آیت اتری **یاایھاالذین امنوالاتقربوالصلوۃ وانتم سکاری،،** کا نزول ہوا رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو بلا کر یہ آیت سنائی تو ان کو تسلی نہیں ہوئی اور فرمانے لگے اے اللہ ہمارے لئے شراب کے بارے میں شافی بیان نازل فرماتو اس پر آیت ''**انماالخمروالمیسر** نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر کو بلا کر یہ آیت سنائی تو انہوں نے فرمایا: بس اب یہ بیان ہمارے لئے کافی ہے)

قرآن کریم کے مطلق کو سرکار دو عالم ﷺ نے مقید فرمایا:

چور مرد اور عورت کے بارے میں جب اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوا: ''**والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما** ،،[۲] اس آیت مبارکہ میں لفظ ''**ید**،، مطلق ہے جس کا اطلاق انگلیوں کے پورے سے بازو تک ہوتا ہے جیسے سورۂ یوسف میں صرف انگلیاں کاٹ لینے پر فرمایا گیا: ''**وقطعن ایدیھن** ،،[۳] (اور ان عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے)اور سورۂ مائدہ میں فرمایا: ''**وایدیکم الی المرافق** ،،[۴] اس میں کہنیوں تک پر ہاتھ کا اطلاق کیا گیا شاید سائل نے آیت سرقہ میں مطلق حکم کو دیکھ کر قطع ید کے وقت استفسار کیا ہوگا کہ وہ کہاں سے قطع کرے حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم نے سارق کا ہاتھ گٹوں سے کاٹنے کا حکم بیان کرکے قرآن کے مطلق کو مقید فرمادیا بیہقی میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ: ''**انہ کان یقطع السارق من المفصل** ،،[۵] (آپ ﷺ چور کا ہاتھ گٹوں سے کاٹا کرتے تھے) آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے صحابہ نے بھی اس تقیید پر عمل کیا نافع نے ابن عمر سے روایت کیا کہ: ''**ان النبی ﷺ وابابکر وعمر وعثمان کانوا یقطعون السارق من المفصل** ،،[۶] (حضور ﷺ اور ابو بکرؓ اور عمرؓ و عثمانؓ چور کے ہاتھ گٹوں سے کاٹا کرتے تھے)اسی طرح آیت سرقہ میں واقع لفظ ''قطع،، کا اطلاق ہاتھ زخمی کر لینے پر بھی ہوتا ہے جیسے ''**وقطعن ایدیھن** ،، کی وضاحت میں گزرا یہی وجہ تھی کہ بعض دوسرے مذاہب میں چور کے ہاتھ کو کاٹ کر الگ نہیں کیا جاتا تھا بلکہ ہتھیلی پر ایک چیرا لگادیا کرتے تھے اور اسی لئے قاضی کی عدالت میں جب کوئی گواہی دیتا تو وہ اپنی ہتھیلی پھیلا کر قسم کھاتا تا کہ جج یہ دیکھ لے کہ یہ سزا یافتہ تو نہیں ہے آپ ﷺ نے سارق کا ہاتھ گٹوں سے بالکل جدا کر کے اس لفظ قطع میں پائے جانے والے دوسرے اطلاقات کو ختم کر دیا ہے۔

☆ الولایۃ الخاصۃ اقوی من الولایۃ العامہ ☆ ولایتِ خاصہ ولایتِ عامہ کی نسبت قوی ہوتی ہے ☆

قرآنی احکام میں عموم کی تخصیص:

سرور دوعالم ﷺ نے جہاں عمومی احکام میں تخصیص یا استثناء فرمادیا ان کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں صرف حالت جنگ میں نماز قصر کرنے کی اجازت دی ارشادربانی ہے: "**فلیس علیکم جناح ان تقصروامن الصلوٰۃان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا**"۔۱ (اگر تم کفار کے حملے کے خوف کی وجہ سے نماز قصر کرلوتو کوئی حرج نہیں) لیکن آپ ﷺ نے ہر سفر شرعی میں قصر کو واجب کردیا خواہ حالت امن ہو یا جنگ۔۲

۲۔ قرآن مجید نے بیٹی، ازواج اور چچا کے لئے ترکہ سے معین حصص کے ساتھ میراث کی ادائیگی کوفرض قرار دیا لیکن آپ نے اپنے ترکہ میں ورثاء کوحصص دینے سے منع فرمایا۔۳

۳۔ قرآن نے ہر نماز کے لئے الگ الگ وقت معین کئے ہیں ارشادربانی ہے: "**ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتاباموقوتا**"۔۴ (ہر نماز (الگ الگ) وقت معین میں فرض کی گئی ہے) لیکن آپ ﷺ نے دوران حج عرفات میں ظہر کو عصر کے وقت میں اور مغرب کو عشاء کے وقت میں جمع کرنا فرض کیا۔۵

۴۔ قرآن کریم نے دومردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی لازم کی ہے۔ ارشاد ہوا: "**واستشھدوا شھیدین من رجالکم فان لم یکونارجلین فرجل وامراتن**"۔۶ (دومردوں کوگواہ بناؤ یا ایک مرد اور دوعورتوں کو) لیکن آپ ﷺ نے خزیمہ بن ثابت کی اکیلی تنہا گواہی کو کافی قرار دیا۔۷

۵۔ قرآن کریم نے ہر مسلمان مرد کو اپنی پسند کی چار عورتوں سے شادی کی اجازت دی اور فرمایا: "**فانکحواماطاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع**"۔۸ مگر آپ نے حیات فاطمہ میں حضرت علی کو ابوجہل کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے سے روک دیا اور وجہ یہ بتائی کہ: "**واللہ لاتجتمع بنت رسول اللہ وبنت عدواللہ مکانلواحداابدا**"۔۹ (واللہ رسول اللہ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک ہی گھر میں کبھی اکٹھی نہیں ہوسکتیں)۔

۶۔ قرآن کریم نے وضو میں پیروں کے دھونے کو فرض قرار دیا ارشاد باری تعالی ہے: "**یاایھا الذین آمنوا اذاقمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا بروسکم وارجلکم الی الکعبین**"[۱]لیکن حدیث نے پیروں کے دھونے کی جگہ موزوں پر مسح کو بھی جائز قرار دیا[۲]۔

۷۔ قرآن کریم نے حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہونے سے بالعموم منع فرمایا اللہ تعالی نے فرمایا: "**ولاجنبا الاعابری سبیل حتی تغتسلوا**"[۳]لیکن حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے علاوہ حضرت علی کو بھی حالت جنابت میں مسجد میں داخلے کی اجازت دی اور حضرت علی سے فرمایا: "**یاعلی لایحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری وغیرک**"[۴]۔

بعض عمومی احکام میں تخصیص کی احادیث صحیحہ سے مثالیں:

۱۔ میت پر نوحہ کرنا منع ہے لیکن جب حضرت ام عطیہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ زمانہ جاہلیت میں آل فلاں نے نوحہ کرنے میں میری مدد کی تھی اب میرے لئے ان پر نوحہ کرنا ضروری ہے تو آپ ﷺ نے ان کو ان کے لئے نوحہ کرنے کی اجازت دے دی۔[۵]

۲۔ چھ ماہ کے بکرے کی قربانی بالعموم جائز نہیں لیکن آپ نے حضرت ابوبردہ بن نیار کو چھ ماہ کے مینڈھے کی قربانی کی اجازت دے دی۔[۶]

۳۔ مسجد نبوی میں کسی کے گھر کے (چھوٹے) دروازے کی اجازت نہیں لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دروازہ رکھنے کی اجازت دے دی۔[۷]

۴۔ حرم مکہ کے درختوں کو کاٹنا بالعموم منع ہے لیکن حضرت ابن عباسؓ کی درخواست پر رسول اللہ ﷺ نے اذخر کاٹنے کی اجازت دے دی۔[۸]

۵۔ ہر عورت کے شوہر کی وفات کے بعد چار ماہ دس دن سوگ کرنا لازم ہے لیکن حضرت اسماء رضی اللہ تعالی عنہا بنت عمیس پر یہ سوگ معاف فرمادیا۔[۹]

۶۔ مہر شرعی کا کم از کم دس درہم از قبیل مال ہونا ضروری ہے لیکن ایک صحابی کی ناداری کی وجہ سے صرف تعلیم قرآن کو مہر قرار دیا۔[۱۰]

ایک صحابی وصحابیہ کا باہمی رضامندی سے بغیر کسی مہر کے نکاح فرمادیا۔[۱]

۸۔ روزہ کے کفارہ کو صدقہ کرنا واجب ہے لیکن ایک صحابی کے لئے ناداری کی وجہ سے روزہ کے کفارہ کو خود انہیں کے لئے کھانا جائز کردیا۔[۲]

۹۔ دوسال کی عمر کے بعد دودھ پینے سے بالعموم رشتہ رضاعت ثابت نہیں ہوتا لیکن حضرت سالم کو بلوغت کے بعد جوانی میں سہلۃ بنت سہیل نامی ایک صحابیہ کا دودھ پینے کی اجازت دے دی اور حضرت سہلہ کو ان کی رضاعی ماں بنادیا۔[۳]

۱۰۔ مردوں کے لیے ریشم بالعموم حرام فرمایا لیکن حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن کو خارش کی بنا پر ریشم پہننے کی اجازت دی۔[۴]

۱۱۔ مردوں کے لیے سونا بالعموم حرام کردیا لیکن حضرت براء بن عازب کو سونے کی انگوٹھی پہننے کی اجازت دی۔[۵]

۱۲۔ بغیر جہاد کے کسی کو مال غنیمت سے حصہ نہیں ملتا لیکن حضرت عثمان کو حضرت رقیہ (آپ ﷺ کی صاحبزادی) کی تیمارداری میں مشغول رہنے کی بناء پر غزوہ بدر میں شرکت کے بغیر مال غنیمت میں سے حصہ عطا فرمایا۔[۶]

۱۳۔ قاضی کے لئے تحائف لینا بالعموم جائز نہیں لیکن حضرت معاذ بن جبل کو تحائف لینے کی اجازت دیدی۔[۷]

۱۴۔ رمی جمرات کے دوران منیٰ میں رات گزارنا ضروری ہے لیکن بنو عباس، و بنو ہاشم کے ذمہ زمزم کا پانی پلانے کی خدمات تھیں اس لئے آپ نے انہیں ان ایام میں رات کو منیٰ سے جانے کی اجازت دے دی۔[۸]

۱۵۔ نکاح کے لئے کم از کم دس درہم مہر ضروری ہے لیکن حضرت ام سلیم کے لئے صرف ابوطلحہ کے اسلام کو مہر قرار دیا۔[۹]

الغرض یہ کہ بے شمار مثالیں ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ عموم میں تخصیص کا درس عہد رسالت مآب ﷺ سے ملتا ہے اور ان کے پیچھے کچھ نہ کچھ اصول کارفرما تھے جس سے دین کی جامعیت ووسعت اس میں پائی جانے والی لچک اور مزاج کا اندازہ بھی ہوتا ہے......

رسالت مآب ﷺ کی قانون ساز شخصیت ہونے کے حوالے سے فقہاء کرام کے

☆ تخصیص العام بالنیة مقبولة دیانة لا قضاء ☆

چند اقوال مندرجہ ذیل ہیں۔

علامہ شعرانی شافی (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں: "**ان للشارع ان یبیح ماشاء لقوم ویحرمه علی قوم اخرین**" ۱؎ (شارع ﷺ کے لئے یہ جائز ہے کہ کچھ لوگوں کے لئے کسی چیز کو جائز کردیں اور دوسروں پر وہ چیز حرام فرمادیں)۔

علامہ نووی شافعی (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

"**للشارع علیه السلام ان یخص من العموم ماشاء**" ۱؎ (شارع علیہ السلام کے لئے جائز ہے کہ عمومی احکام میں جس چیز کو چاہیں خاص فرمالیں)۔ علامہ دشتانی مالکی (متوفی ۸۲۸ھ) اور علامہ سنوسی (متوفی ۸۹۵ھ) نے بھی امام نووی کے اس قول کو نقل کرکے اس پر اعتماد کیا ہے۔۲

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی (متوفی ۸۲۵ھ) فرماتے ہیں:

"**ان المرجع فی الاحکام انماهوالی النبی ﷺ وانه قدیخص بعض امة بحکم ویمنع غیره منه ولوکان بغیر عذر**" ۳؎ (احکام کا رجوع نبی کی ذات مقدسہ کی طرف ہوتا ہے۔ بعض اوقات آپ امت کے بعض افراد کو کسی حکم کے ساتھ خاص کرلیتے ہیں اور دوسروں کو اس حکم سے منع فرمادیتے ہیں خواہ عذر نہ ہو)۔

ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں

"**عدائمتنامن خصائصه علیه الصلوةوالسلام انه یخص من شاء بماشاء**" ۴؎ (ہمارے ائمہ نے رسول اللہ کے خصائص سے اس چیز کو شمار کیا ہے کہ آپ جس شخص کو چاہیں جس حکم کے ساتھ چاہیں خاص فرمادیں)۔

علامہ شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

"**ان النبی مفوض فی شرح الاحکام**" ۵؎ (نبی ﷺ کی طرف احکام کی مشروعیت سپرد کردی گئی ہے)۔ نواب صدیق حسن بھوپالی (متوفی ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں: "ومذهب بعضے آنست کله احکام مفوض بودبوئیے صلی الله علیه وسلم هرچه خواهدوبر که

خواهد حلال وحرام گرداند...... وبعضے گویند باجتهاد گفت واول اصح واظهر ست"۶ (بعض کا مذہب یہ ہے کہ احکام حضورﷺ کے سپرد ہیں جو چاہیں اور جس پر چاہیں حلال وحرام فرمادیں......بعض کہتے ہیں کہ آپ اجتہاد سے کہتے تھے پہلا مذہب زیادہ صحیح اورزیادہ ظاہر ہے)۔فقہا کے ان اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ احکام شریعت کو بیان کرنا ان کو مقرر کرنا ان کی تحلیل وتحریم اور عمومات شرعیہ میں احکام اورافراد کی تخصیص کرنا بھی منصب نبوت میں داخل تھا۔ (مزید تفصیلات کے لئے دیکھئے کتاب فن اصول فقہ کی تاریخ از ڈاکٹر فاروق حسن)

حواشی وحوالہ

۱......الاحزاب:۳۶

۲......النساء:۶۵

۳......المائدہ:۱۰۱

۴......صحیح بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، کتاب الاعتصام، باب ما یکرہ من کثرۃ السؤال، صحیح مسلم، مسلم بن حجاج بن مسلم متوفی ۲۶۱ھ، باب توقیرہﷺ وترک اکثار السوال عمالاضرورۃ الیہ

۵......صحیح مسلم، امام مسلم، کتاب الفضائل، باب توقیرہ وترک اکثار سوالہ عمالاضرورۃ الیہ

۶......حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ، ۱/۳۴۳ باب اسباب اختلاف الصحابۃ والتابعین فی الفروع، شیخ غلام علی سنز کراچی سنہ ندارد

۷......النحل:۶۷

۸......البقرۃ:۲۱۹

۹......النساء:۴۳

۱۰......(الف) المائدہ:۹۰

۱۱......الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، ابوجعفر احمد المحب الطبری ۱/۲۹۶ بیروت دارالکتب العلمیہ سند ندارد

۱۲......المائدہ:۳۸

۱۳......یوسف:۳۱

۱۴......المائدہ:۶

۱۵......اعلاء السنن، ظفر احمد عثمانی ۱۱/۶۶۸، فصل فی کیفیۃ القطع، باب قطع سقیع الیمین من المفصل، اس باب

میں اس بارے میں مختلف طرق سے روایات جمع کی گئی ہیں۔

۱۶.....حوالہ سابق

۱۷.....النساء، ۱۰۱

۱۸.....صحیح مسلم، امام مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین وقصرھا۔

۱۹.....صحیح بخاری، امام بخاری کتاب الجھاد باب فرض الخمس۔

۲۰.....النساء: ۱۰۳

۲۱.....صحیح بخاری، امام بخاری کتاب المناسک، باب الجمع بین الصلاتین بعرفتہ۔

۲۲.....البقرۃ: ۲۸۲

۲۳.....سنن ابی داؤد، ابوداؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق متوفی ۲۷۵ھ کتاب القضاء، باب اذا علم الحاکم صدق شھادۃ الواحد یجوزلہ ان یقضی بہ

۲۴.....النساء: ۳۴

۲۵.....سنن ابی داؤد، امام ابوداؤد، کتاب النکاح باب ما یکرہ ان یجمع بینھن من النساء

۲۶.....المائدہ: ۶

۲۷.....صحیح بخاری۔ امام بخاری، کتب الوضوء، باب المسح علی الخفین

۲۸.....النساء: ۴۳

۲۹.....جامع ترمذی ابوعیسی محمد بن عیسی بن سورہ متوفی ۲۷۹ھ، ابواب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب

۳۰.....مسند امام احمد بن حنبل ۵/۸۵، بیروت مکتب اسلامی ۱۳۹۸ھ۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز

۳۱.....صحیح بخاری، امام بخاری، کتاب الاضاحی، باب قول النبی لابی بردۃ ضح بالجذع من المعزولن تجزی عن احد بعدک.....

۳۲.....صحیح بخاری، امام بخاری، کتاب المناقب باب قول النبی سدواالابواب الاباب ابی بکر

۳۳.....صحیح بخاری، کتاب العلم باب کتابۃ العلم

۳۴.....شرح الزرقانی علی المواریث، علامہ محمد عبدالباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ/۵/۳۲۵، بیروت دارالمعرفہ طبع ثانی ۱۳۹۳ھ

۳۵.....سنن ابی داؤد، امام ابوداؤد، کتاب النکاح، باب فی التزویج علی العمل یعمل

۳۶.....سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی التزویج علی العمل یعمل

۳۷.....صحیح بخاری، امام بخاری، کتاب الصوم، باب اذجاء فی رمضان ولم یکن لہ شئی فتصدق علیہ فلیکفر

☆ الغرم بالغنم ☆ خسارہ نفع کے ساتھ ساتھ ہی ہوتا ہے ☆

۳۸......صحیح مسلم، امام مسلم، کتاب الرضاع

۳۹......صحیح بخاری، امام بخاری، کتاب اللباس باب مارخص للرجال من الحریر للحکۃ

۴۰......المصنف، ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ ۸/۲۸۱، کراچی ادارۃ القرآن ۱۴۰۶ھ

۴۱......صحیح بخاری، امام بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان

۴۲......شرح الزرقانی علی المذھب، علامہ محمد عبدالباقی الزرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ ۵/۳۲۸ بیروت دارالمعرفہ طبع ثانی ۱۳۹۳ھ

۴۳......حوالہ سابق

۴۴......حوالہ سابق

۴۵......میزان الشریعۃ الکبریٰ، علامہ الوہاب شعرانی شافعی متوفی ۹۷۳ھ، ۱/۷۵، مصر مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۵۹ھ

۴۶......شرح مسلم، علامہ یحیٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، ۱/۴۰۳، کراچی، نور محمد اصح المطابع طبع ثانی ۱۳۷۵ھ

۴۷......کمال اکمال المعلم شرح صحیح مسلم، علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلیفۃ الدشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، ۳/۷۵، بیروت دارالکتب العلمیہ مکمل اکمال الاکمال، ابوعبداللہ محمد بن محمد بن یوسف السوسی الحسینی متوفی ۸۹۵ھ، ۳/۷۵، بیروت دارالکتب العلمیہ سنہ ند

۴۸......فتح الباری شرح صحیح البخاری، حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، ۱۰/۱۶، کتاب الاضاحی، السعودیہ ادارت البحوث العلمیہ والافتاء والدعوۃ والارشاد سنہ ند

۴۹......مرقات، ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، ۲/۳۲۳، ملتان مکتبہ امدادیہ ۱۳۹۲ھ

۵۰......نیل الاوطار، شیخ محمد بن علی الشوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ، ۶/۴، مصر مکتبہ الکلیات الازھریہ طبعہ جدیدہ ۱۳۹۸ھ

۵۱......مسک الختام شرح بلوغ المرام، نواب صدیق بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ، ۲/۱۵۱۲۔۵۱۳، بھوپال مطبعہ شاہجہانی ۱۳۱۰ھ

☆ یقین شک کی وجہ سے زائل نہیں ہوتا ☆ (فقہی ضابطہ)